علم اور علماء کی فضیلت

مولانا حافظ عبد الاعلیٰ درانی کا طلبائے جامعہ (ماموں کانجن) سے خطاب۔

علم اور علماء کی فضیلت قرآن وسنت کی روشنی میں

سب سے پہلے تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ پہلے اپنی حیثیت پہچانیں کیونکہ جب تک انسان اپنے مرتبہ ومقام کو نہیں پہچانتا وہ کسی اور حقیقت کو بھی نہیں جان سکتا ﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ﴾ آپ وہ ہیں جب گھر سے اللہ کی خاطر محض حصول علم کیلئے نکلتے ہیں تو فرشتے آپ کے پاؤں کے نیچے اپنے مقدس پر بچھاتے، سمندروں کی مچھلیاں استغفار کرتیں، اور چیونٹیاں اپنے بلوں میں آپ کیلئے دعائیں کرتی ہیں۔ کیونکہ آپ علم نبوت کے طالب ہیں۔ جو نبوت کا ورثہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(نحن معاشر الأنبياء لا نرث و لا نورث ما تركنا فهو صدقة)حق تعالیٰ نے علم اور علمائے دین کی بجا فضیلت بیان فرمائی ہے۔ سورۃ آل عمران میں فرمایا ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُو الْعِلْمِ﴾ ''اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ فرشتوں اور پھر اہل علم کا ذکر فرمایا۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں علم کی فضیلت اور علماء کی عظمت کا ذکر ہے۔ اگر علماء سے زیادہ کوئی معزز ہوتا تو اس کا نام بھی فرشتوں کے ساتھ لیا جاتا۔ اسی طرح سورۃ طٰہٰ میں اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ﴿وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ ''کہ اپنے رب سے علم میں اضافہ کی دعا کرو۔ گویا علم اتنی اہمیت والی چیز ہے کہ جس میں اضافہ کیلئے مانگنے کا نبی کریم ﷺ جیسی ہستی کو حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر اس سے زیادہ اہمیت والی کوئی چیز ہوتی تو اس کے مانگنے کا حکم بھی دیا جاتا۔ [قرطبی]

سورۃ عنکبوت میں فرمایا: ''ہم ان مثالوں کو لوگوں کیلئے بیان فرما رہے ہیں انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں۔'' مزید ارشاد ہوا'' بلکہ یہ قرآن تو روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں، ہماری

آیتوں کا منکر بجز ظالموں کے اور کوئی نہیں ۔'' سورۂ فاطر میں فرمایا ﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ ''اہل علم نے کہا یہ آیت علماء کی شان بیان کرتی ہے اور اس امتیاز کو حاصل کرنے کیلئے اللہ سے تقویٰ اور خشیت ضروری ہے۔ یاد رکھو کہ علم محض جان لینے کا نام نہیں خشیت وتقویٰ کا نام ہے۔ عالم وہ ہے جو رب سے تنہائی میں ڈرے اور اس میں رغبت رکھے اور اس کی ناراضگی سے بچے۔ سورۂ زمر میں فرمایا ''پوچھو بھلا علماء اور جہلاء برابر ہو سکتے ہیں، حالانکہ نصیحت تو عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں، اللہ تم میں سے ایمان والوں اور جن کو علم دیا گیا ہے، بلند درجات عطا فرمائے گا، اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔''

فضیلت علم وعلماء کا باب امام بخاریؒ نے کتاب العلم میں قائم کیا ہے۔ باب العلم قبل القول والعمل اور اس میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ذکر کی ''کہ جو کوئی حصول علم کیلئے نکلتا ہے اللہ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے [مسلم] حضرت صفوان بن عسالؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ طالب علم کے پاؤں کے نیچے فرشتے پر بچھاتے ہیں تاکہ وہ راضی رہے اور حصول علم میں دل لگا کر مشغول رہے۔ [ترمذی] حضرت کثیر بن قیس کہتے ہیں میں مسجد دمشق میں حضرت ابو درداءؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی مدینہ منورہ سے ایک حدیث رسول ﷺ جاننے کیلئے آیا۔ حضرت ابو درداءؓ نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ''جو علم دین کیلئے نکلتا ہے اللہ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور بے شک فرشتے طالب دین کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے اور ارض وسماء کی ساری مخلوق حتیٰ کہ سمندروں کی مچھلیاں گہرے پانیوں میں ان کیلئے استغفار کرتی ہیں اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودہویں کے چاند کی سارے ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ یاد رکھو کہ انبیاء کا ورثہ درہم و دینار نہیں ہوتا ان کا ورثہ علم دین ہوتا ہے جو جتنا زیادہ حاصل کرے گا اتنی ہی فضیلت حاصل کر سکے گا۔'' [ابو داؤد کتاب العلم]

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عالم کی عابد پر فضیلت اتنی ہے جتنی میری فضیلت تم میں سے عام مسلمان پر ہے۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور ارض وسماء کی ساری مخلوق، حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں اپنے پانی میں معلم خیر کیلئے دعائے رحمت بھیجتی ہیں۔'' [ترمذی وابوداؤد]

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ''اللہ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں اور بے شک میں علم

بانٹنے والا ہوں اور اللہ مجھے عطا فرمانے والے ہیں اور یہ امت ہمیشہ خیر پر رہے گی انہیں خوار کرنے والا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا فیصلہ آ جائے۔'' [بخاری]

یہ ساری فضیلتیں اس وجہ سے ہیں کہ علماء کی وجہ سے لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے یوم خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیتے ہوئے وصیت کی تھی کہ جنگ کرنے سے پہلے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دو اگر ایک آدمی کو بھی راہ ہدایت مل گئی تو یہ سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ قیمتی متاع ہوگی۔

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا ''جس نے لوگوں کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس پر چلنے والوں کا اجر بھی اسے ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ اللہ اپنے فضل اور اپنے خزانے سے ان سب کو الگ الگ بدلہ دے گا، اسی طرح برائی کی طرف بلانے والوں پر اس کے پیروکاروں کے گناہوں کا وزن بھی ڈالا جائے گا اور برائی کرنے والوں کے کھاتے سے نہیں بلکہ ان کیلئے الگ کھاتہ ہوگا۔'' [مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ]

اپنے بعد علم نافع چھوڑنے کی فضیلت

علم دنیا اور آخرت دونوں میں باعث رحمت و برکت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''موت کے ساتھ اعمال کا دفتر لپیٹ دیا جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، فائدہ مند علم، صدقہ جاریہ اور نیک صالح اولاد۔'' [مسلم] اور جس علم کو بطور تحدیث نعمت زبان نبوت سے نمایاں کیا گیا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ضرورت کی ہر چیز مہیا فرمائی گئی یہ اس کا کھلا احسان ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ علم ہمیشہ قابل صد افتخار سمجھا گیا ہے اور اس نعمت عظمیٰ پر ذات باری تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا ہے، وہ نعمت تھی علم کی، پرندوں کی بولیوں کا علم۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ان کے تمام لشکر جنات اور انسان اور پرند میں سے جمع کئے گئے، ان کی الگ الگ درجہ بندی رکھی جاتی تھی اور جب وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمانؑ اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے۔ چیونٹیاں بولیں! سلیمان علیہ السلام نبی ہے اور نبی ہمیں کیوں کچلنے لگا، پاؤں تلے کیوں روندنے لگا۔ وہ بولی انہیں کیا پتہ کہ ان کے پاؤں کے نیچے ہم جیسی حقیر مخلوق روندی جا رہی ہے۔ اس چیونٹی کی اس بات سے سلیمان علیہ السلام نے تبسم فرمایا اور اللہ کی اس نعمت پر شکر بجا لائے کہ اس نے چیونٹی کی بات سمجھا دی۔ اللہ مجھے اپنی نعمتوں پر شکر

بجالانے کی توفیق عطا فرما۔ جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر یہ مہربانیاں فرمائی ہیں۔

تو دوستو! اس اعزاز پر ہم سب کو بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ کیونکہ اہل علم اللہ کی نگاہ میں سب سے زیادہ معزز ہوتے ہیں کیونکہ وہ اللہ سے نسبتاً زیادہ ڈرنے والے ہیں۔ سورۂ فاطر میں ارشاد ہوا۔ ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ ''اہل علم نے کہا یہ آیت علم کی شان وعظمت ظاہر کرتی ہے کہ اس تک پہنچنے کا راستہ خشیت الٰہی اور تقویٰ کا ہے۔'' جیسا کہ امام جصاص نے نقل کیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''علم محض جان لینے کا نام نہیں ہے، علم نام ہے بکثرت خشیت الٰہی کا۔'' امام مالکؒ فرماتے ہیں ''یاد رکھو کہ علم محض جان لینے کا نام نہیں بلکہ خشیت وتقویٰ کا نام ہے۔''

حضرت احمد صالح مصریؒ فرماتے ہیں ''علم کثرت روایات کا نام نہیں بلکہ علم نام ہے اس سے واقفیت حاصل کرنے کا جس کی تابعداری فرض ہے یعنی کتاب وسنت اور صحابہ کرامؓ۔ علماء کی تین قسمیں ہیں، عالم باللہ، عالم بأمر اللہ اور عالم باللہ وبأمر اللہ۔ حقیقی عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور حدود وفرائض کو جانتا ہو۔''

اگلی آیات میں فرمایا ''جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی تا کہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے، بے شک وہ بڑا بخشنے والا قدردان ہے۔''

علماء کی صفات کے علاوہ ان آیات میں قرآن کریم کی تلاوت کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ حضرت مطرف اس آیت کو قاریوں کی آیت کہتے ہیں پھر فرمایا: پھر ہم نے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث بنا دیا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔ اب کوئی تو ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ ان میں میانہ رو ہیں اور کچھ ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں سبقت لے جا رہے ہیں، یہ بڑے فضل کی علامت ہے۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سابقین تو بے حساب جنت میں جائیں گے اور درمیانے لوگوں سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا اور اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے طول محشر میں روکے جائیں گے۔ پھر رحمت الٰہی کے کارن بخشے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے جس نے انہیں بخش دیا۔

یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین طبقات کا ذکر کیا ہے۔ پہلا طبقہ سابق بالخیرات کا ظاہر ہے

جس میں نبی ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ شامل ہیں اور دوسرا درمیان والے یہ طبقہ صلحاء وفضلا کا ہوگا اور تیسرا طبقہ ظالم لنفسہ جن میں ہم جیسے گنہگار شامل ہوں گے۔ پھر میں سوچتا تھا کہ دوسرے طبقے میں شاید ہم شامل ہو سکتے لیکن جب میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول پڑھا جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں تو ام المؤمنینؓ نے فرمایا یہ سب جنتی لوگ ہیں۔ سابق بالخیرات تو وہ ہیں جو زمانہ نبوت کے لوگ تھے جنہیں آپؐ نے جنت کی بشارت دی۔ مقتصد وہ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے نقش قدم کی پیروی کی اور بیٹا! ظالم لنفسہ مجھ اور تجھ جیسے لوگ ہیں۔ ام المؤمنینؓ کا یہ قول پڑھ کر تو میں ...... کانپ گیا۔ کہاں وہ ہستی جسے روئے زمین کی تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ بلاشبہ وہ سابق بالخیرات میں شامل ہیں لیکن ان کی تواضع کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ کو تیسرے طبقے میں شمار کر رہی ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا۔

اسلاف کی وراثت

دوستو! آپ سلف صالحین کے جذبوں اور مشن کے وارث ہیں۔ حضرت امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ، حضرت میاں محمد باقر، حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی، حضرت شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری، حضرت مولانا محمد صدیق کرپالوی، مولانا محمد اسحٰق چیمہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین اور مولانا عبدالقادر ندویؒ جن کا ابھی پچھلے دنوں ہی انتقال ہوا ہے، یہ وہ اکابر ہیں جو ہماری حالیہ تاریخ کا ورثہ ہیں، سلف صالحین کی یادگار تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

مولانا سید داؤد غزنویؒ کے فرزند سید ابوبکر غزنویؒ سے میں نے چھوٹی عمر میں بڑی بڑی باتیں سیکھیں اور بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ سب سے زیادہ جس ہستی نے مجھ پر اثر کیا وہ سید ابوبکر غزنویؒ تھے، ان سے ذکر وفکر کا چسکا لگا اور بڑوں کا احترام کرنا سیکھا، مسلک میں اعتدال کا رویہ سیکھا۔

کوتاہیوں کی نشاندہی

عزیز دوستو! ہم نے اب تک دوسروں کی کوتاہیاں ہی دیکھی ہیں خوبیاں نہیں اسی لیے ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ تبلیغی کام کو مؤثر بنانا ہے تو نفس کو مارنا پڑے گا۔ شہرت اور ناموری کی خواہش سانپ کی طرح ہے جو سوائے زہر چھوڑنے کے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

بعض علماء عوام کو عشق رسالت کے نام سے بے وقوف بناتے چلے جاتے ہیں۔عقیدت رسول کے نام پران کا استحصال Exploit کرتے ہیں۔حیرت ہے کہ جولوگ رسول اللہ ﷺ کے سچے فدائی وشیدائی ہیں وہ غیر مقبول بنا دیئے گئے ہیں۔اہل حدیث سنت رسول اللہ ﷺ کا اہتمام کرتے ہیں۔عبادات میں،شادی بیاہ میں اور دنیوی و دینی معاملات میں ان کے بچے نمازی ہوتے ہیں،پوری ڈاڑھیاں رکھتے ہیں۔شادہ بیاہ میں بے جا رسومات نہیں ادا کرتے۔ان کے خطبات میں وہی الفاظ استعمال ہوتے ہیں جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ان کی نمازیں سنت سے مزین ہوتی ہیں لیکن پھر بھی ترقی بہت کم ہے کیوں؟اس کا مطلب ہے کہ کہیں کوئی خامی ہے۔دعوت کے انداز میں۔ان خامیوں کو سمجھو Relies کرو،مانو اور پھر دور کرو۔

احترام علماء

ادب واحترام انسانی ذہن کے رویے کی عکاسی کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے تقوی القلوب کیلئے پیمانہ ادب ہی کو قرار دیا ہے۔﴿و من یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب﴾ ”حق تعالیٰ کا ادب سب پر مقدم ہے اور نبیوں کا ادب اس لیے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔کتب سماویہ کا ادب کہ ان کی نسبت بھی اسی کی طرف ہے۔علماء دین کا ادب کیونکہ وہ علم الٰہی کے وارث ہیں۔ضروری نہیں کہ جوفوت ہو چکے ہوں بس انہی کا احترام کیا جائے۔زندہ علماء کا بھی غایت درجہ اکرام کیا کرو۔یہ اکرام مسلم اور اکرام علم کے زمرے میں آتا ہے۔ایک دفعہ حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمہ اللہ نے مولانا حنیف یزدانیؒ کو کسی کتاب کے چھاپنے پر بڑا زچ کیا لیکن وہ قطعاً بے مزہ نہ ہوئے۔میں نے مولانا یزدانی مرحوم کی دلجوئی کرنے کی کوشش کی،انہوں نے بڑا خوبصورت جواب دیا کہ یہ ان کا حق تھا یہ ہمارے قابل احترام علماء میں سے ہیں۔انہی کی وجہ سے آج ہم راہ حق پر قائم ہیں۔اسی طرح مولانا یزدانی مرحوم اس بات پر زور دیا کرتے تھے کہ اپنے مرحوم اسلاف کا نام ادب سے لیا کرو۔یہ وہی ہیں جن کی جدوجہد کے کارن آج ہم توحید وسنت سے آشنا ہیں اور اس راستے کے مسافر۔

کہیں اللہ تعالیٰ تم پر ناراض تو نہیں جو اس فتنے میں تمہیں ڈال دیا گیا ہے۔(من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب) جس پر اللہ ناراض ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں میدان جما بیٹھے تو اللہ کا بھی چیلنج جنگ ہی کا ہے اور ظاہر ہے اللہ سے کوئی جیت نہیں سکتا۔اللہ تعالیٰ نے تو کفر وشرک کے عمائدین کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے۔آپ حق پرستوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ادب کیا کرو،ادب کراؤ اور ادب سکھاؤ۔سید

ابوبکر غزنویؒ امام ابن قیمؒ کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے۔ **الشریعة کلها ادب.** جو ادب سے محروم ہے وہ مسلمان کیا انسان کہلانے کے بھی قابل نہیں ہے۔

قرآن کا ادب کہ وہ کلام الٰہی ہے۔ اسے سب سے اونچی جگہ پہ رکھو، قرآن کے اُوپر کوئی کتاب خواہ وہ تفسیر کی ہو یا حدیث کی، نہ رکھی جائے کیونکہ وہ کلام الٰہی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ سب سے اونچا ہے۔ اسی طرح حافظ قرآن کا ادب ضروری ہے۔ دو شہید تھے مگر کفن و دفن میں رسول اللہ ﷺ نے اسے مقدم رکھا جو قرآن کا زیادہ حافظ تھا، اس سینے پر جہنم کی آگ حرام ہے جس میں قرآن محفوظ ہوگا۔ حافظ قرآن کی سفارش روز محشر مقبول ہوگی۔ ان شاء اللہ

مساجد کا ادب کہ وہ مساجد اللہ ہیں۔ خانہ کعبہ کو مسجد حرام اس کی عزت و حرمت کی بنا پر کہا جاتا ہے۔ امام کا ادب کہ وہ مصلی رسولؐ کا وارث ہے۔ یعنی ہر وہ چیز جو محبوب کی طرف منسوب ہے اس کا ادب کرنا علامت محبت ہے۔ مساجد کا ادب کہ اس میں داخلے اور خروج کے وقت دعا، اس میں شور نہ کرنا، اس کی صفائی و احترام کا خیال کرنا۔ مسجد کی صفائی کرنے والے کیلئے جنت ہے اور یہ کام تو نبیوں کا ہے۔ اذان کا ادب کہ اسے گوش ہوش سے سنو اور غفلت سے نہیں حاضر باش ہو کر جواب دو اور جنت پاؤ۔

امام کا ادب جب تک وہ مصلے پر کھڑا نہ ہو جائے، نمازیوں کو صف بنانا ممنوع ہے **(لا تقوموا حتی ترونی)** اگر وہ اپنے گھر میں مصروف ہے تو اسے بدتمیزی سے آوازیں دینا جہالت ہے۔ سفید ریش کا احترام تو رب العالمین بھی کرتا ہے۔ ماں باپ کا ادب کرنے والا جنتی ہے۔ جو بڑوں کا احترام نہیں کرتا چھوٹوں پہ شفقت نہیں کرتا وہ دین اسلام سے بیگانہ ہے۔

حضرت مولانا عبدالواحد غزنویؒ نے دینی کتابوں کی گٹھڑی کو تانگے کی سیٹ پر رکھا اور خود تانگے کے عوض میں بیٹھ گئے۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا انہی کی وجہ سے اللہ نے ہمیں عزت دی ہے ہم ان کا ادب کیوں نہ کریں۔ دعوتی رویئے میں تبدیلی ہونی چاہیے۔ آپ کی تو دعوت ہی عظیم ہے۔ گرمی گفتار، کردار کی متقاضی ہے۔ اگر دعوت دینے کا انداز بھی گرم ہو تو جلن پیدا ہوتی ہے۔ ضرورت ہے ٹھنڈک کی، محبت کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا **(یسروا و لا تنفروا)** ''آسانیاں تقسیم کیا کرو نفرتیں نہ بانٹو۔''

شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری علیہ الرحمۃ ولی کامل تھے۔ پوری تبلیغی زندگی میں انہوں نے تلخ لہجے میں تقریر نہیں کی۔ اس لیے ان کی تقریر کے دوران کبھی ہنگامہ نہیں ہوا۔ کبھی لاٹھی گولی نہیں چلی۔ کبھی ان کی

زبان گالی میں ملوث نہیں ہوئی۔ انہوں نے گالی کا جواب گالی سے کبھی نہیں دیا اس طرح کا ناہموار لہجہ اپنانے کی انہیں ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ بلکہ مخالفین کی بات کو انہی پر ایسے حکیمانہ طریقے سے پلٹ دیا کرتے تھے کہ جو اب بھی ہو جاتا اور زبان کا ذائقہ بھی نہ بدلتا تھا۔ آج گاؤں کے گاؤں توحید وسنت کے مفہوم سے آشنا ہیں مولانا شیخوپوری کی حکیمانہ تبلیغ کی وجہ سے۔ بیگم کوٹ میں جو جماعت بنی وہ مولانا شیخوپوریؒ کے تحمل اور حکمت کی وجہ سے۔ انہیں قتل کی نیت سے آنے والوں نے جب ان کی زبان حق ترجمان سے قرآن سنا اور پیاری پیاری گفتگو سنی تو یہی نوجوان لاٹھیاں پھینک کر سامعین میں شامل ہو گئے اور پھر ساری عمر عقیدہ توحید پہ جمے رہے۔ حاجی امام دین صاحب جیسے لوگ۔ ان میں سے اکثر لوگ اپنے رب کے پاس جا چکے ہیں یا وہ بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن توحید وسنت کا پودا لہلہا رہا ہے۔

ہندوستان کا ایک مشہور شاعر جس کی شہرت سن کر ایران سے ایک آدمی ہند پہنچا اس کا پتہ پوچھ کر جب وہاں آیا تو ڈاڑھی مونڈھ رہا تھا اس نے تعجب سے کہا کہ تو ڈاڑھی منڈاتا ہے۔ اس نے کہا ''موئے خود رامے تراشم، دکل کسے رانمے تراشم۔ اپنے ہی بال تراشتا ہوں کسی کا دل تو نہیں چیرتا ایران سے آنے والے نے کہا ''بلے ولیکن دل مصطفیٰ رامے تراشی۔ (کسی کا دل تو زخمی نہیں کرتے لیکن دل مصطفیٰ پر تو استرا چلاتے ہو)۔

دعاؤں کا بکثرت اہتمام

ہمیں دعاؤں کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔ کیونکہ دعا ہی عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے۔ اسی لیے ہر وقت دعا مانگنے کی ترغیب دی گئی ﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ......﴾ ''دعا وذکر الٰہی سے دل زندہ اور نفس تروتازگی پاتا ہے۔ انسان سعید بن جاتا ہے۔ دعا سے زیادہ کوئی چیز عند اللہ اہم نہیں ہے۔ بری تقدیر تک پلٹ جاتی ہے۔ اس لیے اپنی چھوٹی یا بڑی، فوری یا تاخیری سب ضرورتیں اللہ ہی کے سامنے رکھا کرو اور پھر حالات بدلنے کا انتظار کیا کرو۔ اپنے رب کو عاجزی اور چپکے چپکے پکارتے رہا کرو۔ طبرانی فی الدعا بسند حسن۔

مولانا عبدالرشید حجازی کو صدمہ......ان کے والد محترم کا انتقال پُر ملال

مورخہ 2 اپریل بروز بدھ مولانا عبدالرشید حجازی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث فیصل آباد کے والد محترم الحاج چوہدری بشیر احمد گجر انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحوم صوم وصلوۃ کے پابند اور دیندار انسان تھے۔ ان کی غائبانہ نماز جنازہ چوک اہل حدیث میں نماز جمعہ کے بعد رئیس الجامعہ نے پڑھائی۔